آمنہ حسین

ناولٹ

میرے ہمسفر

"سودہ! اٹھو شاباش' آج کیا کالج نہیں جانا؟" وہ مکمل نیند میں مدہوش تھی جبھی اسے خضر کی جھنجلائی ہوئی آواز آئی' اس نے غنودگی میں ذرا کی ذرا اسے دیکھا' وہ ہاتھوں سے بالوں کو سنوارتے ہوئے واش روم میں گھس گیا تھا' اس نے اس موقعے کو قیمتی جان کر جلدی سے آنکھیں بند کر لیں۔

"سودہ! تم بھی حد کرتی ہو' اگر میں نہ اٹھاؤں تو خود کبھی بھی مت اٹھنا"۔ خضر نے اس کے اوپر سے کمبل کھینچتے ہوئے سختی سے کہا' وہ جلدی سے اٹھ بیٹھی اور اپنا دوپٹہ اٹھا کر مرے مرے انداز میں یونیفارم اٹھا کر واش روم میں گھس گئی۔

وہ باہر آئی تو خضر کمرے سے غائب تھا' وہ کچن میں ناشتے کی تیاری کر رہا تھا' اصولاً تو یہ کام اس کے کرنے کے تھے مگر وہ اپنی نیند کی وجہ سے مجبور تھی' وہ تو پتا نہیں کیسے مر مر کر اور خضر کی ڈانٹ کے ڈر سے کالج جاتی تھی' ورنہ دل تو چاہتا لمبی تان کر سو جائے۔

"سودہ! تمہارے لیٹ نائٹ جاگنے کی وجہ سے میں صبح فجر کی نماز کے لیے بھی نہیں اٹھ پاتا' کتنی بار سمجھایا ہے کہ خود بھی جلدی سویا کرو اور مجھے بھی سونے دیا کرو"۔ خضر فریج سے جوس کا پیک نکالتے ہوئے بولا' وہ کافی جھنجلایا ہوا تھا۔

"میں کوشش تو کرتی ہوں مگر بچپن کی عادت ہے' ظاہر ہے کچھ ٹائم تو لگے گا ہی"۔ وہ بُرا سا منہ بنا کر بولی' خضر نے سرزنش بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھا' مگر اس کے بکھرے بکھرے بال دیکھ کر خضر کا موڈ خراب ہو گیا' وہ آج پھر بال برش کرنے میں ڈنڈی مار گئی تھی۔

"یہ تم نے اپنے بالوں میں برش نہیں کیا؟" خضر نے جیم کی بوتل سائیڈ میں رکھ کر اس سے پوچھا۔

"مجھ سے برش نہیں ہوتا' اتنے بڑے بال' میں نے کتنی بار آپ سے کہا ہے کہ میں بالوں کی کٹنگ کروا لیتی ہوں' شولڈر کٹ ہوں گے تو آرام سے برش بھی کر لیا کروں گی' ورنہ ایسے ہی ٹھیک ہیں"۔ وہ منہ بسور کر بولی' خضر غصے سے دیکھنے کے بعد اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے بیڈ روم میں ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے لے آیا۔

"ایک تو خود ہی ہر روز لیٹ کرواتی ہو اور پھر بعد میں کہتی ہو کہ آپ نے مجھے لیٹ کروا دیا' سودہ! اب تم بچی نہیں ہو' میں اگر کچن میں ناشتہ بنا رہا ہوتا ہوں تو کم از کم تم اپنے بالوں میں برش ہی کر لیا کرو' کالج کی تیاری تو خود کر لیا کرو"۔ خضر نے اس کے لمبے دراز بالوں میں برش پھیرتے ہوئے غصے سے کہا' سودہ نے ڈریسنگ ٹیبل کے آئینے میں خضر کو دیکھا جو کافی غصے میں لگ رہا تھا جیسے وہ یہ جبراً کر رہا ہو' اس کا دل بھر آیا' اس نے جلدی سے مڑ کر خضر کے ہاتھ سے برش لے لیا۔

"کیا ہوا؟" خضر نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"میں خود برش کر لوں گی"۔ اس نے خود پر کنٹرول

کرتے ہوئے دھیرے سے کہا۔

"اگر یہی کام تم پہلے کر لیتیں تو خوامخواہ میرا اتنا ٹائم ویسٹ نہ ہوتا"۔ خضر نے اس کے سر پر ہلکے سے چپت مار کر کہا اور کمرے سے نکل گیا' اُس کا دل بھر آیا۔

"ام سودہ! اگر آپ نے اپنے بالوں کو سنوار لیا ہو تو پلیز باہر آ کر ناشتہ کر لیں' کالج کے لیے آپ لیٹ ہو رہی ہیں"۔ بڑی مشکلوں سے اس نے بالوں کی چٹیا بنائی تبھی خضر کی آواز آئی' وہ جلدی سے فائل اور بیگ لے کر ڈائننگ ٹیبل پر آ گئی' خضر نے ٹی پاٹ اٹھاتے ہوئے سودہ کی طرف دیکھا وہ کافی سنجیدہ لگ رہی تھی۔

"کیا ہوا؟ موڈ کیوں خراب ہے؟" خضر نے توس پر جیم لگاتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔

"نہیں تو...... آپ کو خوامخواہ وہم ہو گیا ہے"۔ اس نے کپ لبوں سے لگاتے ہوئے جواب دیا۔

"وہم اور مجھے؟ ہماری شادی کو اتنا عرصہ تو ہو چکا ہے اور میں تمہیں اتنا تو سمجھ ہی چکا ہوں کہ کس وقت تمہارا موڈ کیسا ہوتا ہے اور کیوں؟" خضر نے اُس کے ہاتھ پر دھیرے سے اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے محبت سے کہا' سودہ نے جھجک کر اپنا ہاتھ کھینچ لیا' خضر اُس کی جھجک کو سمجھتا تھا اس لیے بُرا مانے بغیر کپ اٹھا کر چائے پینے لگا مگر اُس کی پرسوچ نظریں سودہ پر تھیں جو سر جھکائے کسی اُلجھن میں لگ رہی تھی۔

"ارسل کو مِس کر رہی ہو؟" خضر کی بات پر اُس نے سر اٹھا کر خضر کی طرف دیکھا' آنکھوں میں نمی سی اُترنے لگی تھی اس لیے وہ فوراً سر جھکا گئی۔

"چلیں! میں کالج کے لیے لیٹ ہو رہی ہوں"۔ سودہ نے آنسوؤں کو پی کر جلدی سے موضوع بدل ڈالا اور اُٹھنے لگی تبھی خضر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اُسے پھر سے بٹھا دیا۔

"تم نے ناشتہ تو کیا ہی نہیں' صرف ایک کپ چائے پی کر کالج جاؤ گی' میں نے اتنی محنت سے ناشتہ بنایا ہے' میرا دل رکھنے کے لیے ہی تھوڑا بہت کھا لیا

کرو"۔ خضر نے اپنے لہجے کو حد درجہ خوشگوار بنا کر کہا تو وہ جلدی سے توس اٹھا کر کھانے لگی' خضر مسکراتے ہوئے سودہ کی طرف دیکھنے لگا' وہ اُداس لگ رہی تھی مگر اس کے لیٹ ہونے کی وجہ سے اس نے پوچھنے کا ارادہ فی الحال ترک کر دیا۔

............☆............

ساڑھے چھ بجے وہ آفس سے لوٹا اور اپنے پاس موجود چابی سے اُس نے دروازہ کھولا' گھر میں غیر معمولی خاموشی چھائی ہوئی تھی' عموماً اس وقت سودہ لاؤنج میں ٹی وی دیکھ رہی ہوتی تھی' مگر آج وہ لاؤنج میں نہیں تھی' وہ پریشانی سے بیڈ روم کی طرف بڑھا۔

سودہ بیڈ پر بیٹھی اپنے سامنے مختلف میگزین پھیلائے دیکھ رہی تھی' اُسے اطمینان ہوا۔

"السلام علیکم!" خضر نے مسکراتے ہوئے اس پر ٹائی اچھالی' وہ چونک سی گئی۔

"وعلیکم السلام! آج آپ آدھا گھنٹہ لیٹ ہیں"۔ سودہ نے ٹائی کو سائیڈ میں رکھ کر کڑے انداز میں پوچھا۔

"اچھا تو ہمارا انتظار ہو رہا تھا"۔ خضر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو اور کیا؟ میں اس قدر بور ہوتی ہوں' کچھ کرنے کو نہیں ہوتا' میں سارا دن ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں گھوم گھوم کر آپ کا انتظار کرتی ہوں"۔ سودہ کی بات پر اُسے خوشگوار حیرت ہوئی۔

"بور کیوں ہوتی ہو' تمہاری تفریح کے لیے ٹی وی ہے' ماشاء اللہ سے پڑھی لکھی ہو اس لیے رسالے پڑھا کرو' کورس کی کتابیں جو تمہاری توجہ کی منتظر ہیں اُن کو بھی دیکھ لیا کرو"۔ وہ شرارت سے بولا۔

"مجھے سب پتا ہے' ٹی وی اور کتابوں سے میں باتیں نہیں کر سکتی' میں آپ سے باتیں کرنا چاہتی ہوں' ڈھیر ساری"۔ اس کی بات پر خضر ہنس پڑا۔

"اُف...... اس کا مطلب ہے آج پھر جان

چھوڑتے چھوڑتے لیٹ سونے کا پلان ہے"۔ خضر نے شرارت سے کہہ کر کپڑے اٹھائے واش روم کی طرف بڑھا۔ وہ باہر نکلا تو سودہ کسی سوچ میں گم نظر آئی' اس نے گلا کھنکھار کر اُسے اپنی طرف متوجہ کیا' وہ بُری طرح چونکی۔

"اب چپ کیوں ہو' تم تو مجھ سے بہت ساری باتیں کرنا چاہتی تھیں ناں؟" خضر نے خاموش سی سودہ کو دلچسپی سے دیکھا' جو بھی بول بول کر اس کا سر کھا جاتی تھی' مگر شادی کے بعد وہ یکسر بدل گئی تھی' زیادہ تر وہ چپ رہا کرتی' کبھی کبھار وہ اپنی پرانی جون میں لوٹ آتی مگر یہ بھی بہت کم بار ہی ہوا تھا' خضر نے گہری نظروں سے اُسے دیکھتے ہوئے سوچا۔

"ہوں......" وہ بُری طرح چونکی پھر خالی خالی نظروں سے خضر کو دیکھنے لگی۔

"سودہ! کیا ہوا! بولو ناں' تم مجھ سے ڈھیر ساری باتیں کرنا چاہتی تھیں"۔ خضر نے اُس کی تھوڑی اُٹھا کر اسے متوجہ کیا۔

"نہیں کچھ خاص نہیں"۔ اس نے سر جھٹک کر کہا' مگر اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں تھیں جنہیں چھپانے کے لیے اس نے اٹھنا چاہا مگر خضر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے باز رکھا اور تبھی وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی' خضر بُری طرح پریشان ہوا تھا۔

"سودہ کیا ہوا؟" خضر اس کے چہرے سے ہاتھ ہٹانے لگا مگر وہ اور زیادہ شدت سے رو دی۔

"سودہ! کیا ہوا آخر' پلیز مجھے میرا قصور بتا دو' سوری اگر مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہو تو پلیز معاف کر دو مگر اس طرح رو مت"۔ خضر سچ مچ گھبرا گیا تھا۔

"مجھے ارسل بھائی بہت یاد آ رہے ہیں' کتنے دن ہو گئے ہیں انہوں نے ایک فون بھی نہیں کیا"۔ وہ روتے ہوئے بولی تو خضر کو اطمینان ہوا کہ وہ اس کی وجہ سے نہیں رو رہی۔

"اتنی سی بات پر یوں رو رہی ہو' ارسل ضرور بزی ہو گا ورنہ وہ بھلا تمہیں بھول سکتا ہے' تم اس کی اکلوتی پیاری سی بہن ہو"۔ خضر نے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے اُسے بہلایا۔

"وہ مجھے سچ میں بھول گئے ہیں' مجھ سے کوئی بھی پیار نہیں کرتا"۔ کہنے کے ساتھ ہی وہ شدت سے رونے لگی' خضر دُکھ سے اسے روتے دیکھنے لگا۔

"ایسا کیوں سوچتی ہو' سب تم سے پیار کرتے ہیں' ارسل کی تو جان ہے تم میں' آج کل وہ جاب کی وجہ سے بزی ہے اس لیے کال نہیں کر رہا ورنہ پہلے کیسے ہر ویک فون کیا کرتا تھا' ہانی باجی اور خدیجہ باجی بھی تم سے بہت پیار کرتی ہیں' کیوں سوچتی ہو ایسا"۔ خضر نے اُس کا سر اٹھا کر اس کے آنسو پونچھے' سودہ جو سننا چاہتی تھی وہ تو خضر نے کہا ہی نہیں کہ "میں بھی تم سے بہت پیار کرتا ہوں"۔

"پلیز سودہ! شاباش رونا بند کرو' ہم ابھی ڈنر کے لیے جائیں گے اور وہیں آئسکریم بھی کھا کر آئیں گے"۔ خضر نے اسے خوش کرنے کے لیے کہا اور واقعی وہ خوش بھی ہو گئی تھی۔

"سچ میں...... مگر...... آپ تو تھکے ہوئے ہیں"۔ خوشی سے بولتے بولتے اچانک اُسے خضر کی تھکن کا خیال آیا۔

"کوئی تھکا وکا نہیں میڈم! اس لیے جلدی سے اٹھیں"۔ خضر نے مسکراتے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑ کر اٹھایا۔

............☆............

وہ اور ارسل دو ہی بہن بھائی تھے' ابو اس کے پیدا ہونے سے پہلے ہی انتقال کر چکے تھے' وہ امی اور ارسل بھائی کی محبت میں پلی بڑھی تھی' وہ ارسل بھائی سے پورے آٹھ سال چھوٹی تھی' ارسل بھائی کے ایک ہی جگری دوست میر خضر تھے' جو ایک بلوچ فیملی سے تعلق رکھتے تھے' خضر جو خود والدین جیسی نعمت سے محروم تھا اس لیے ارسل کے گھر آ کر اس کی امی سے باتیں کر کے

اُسے سکون ملا تھا' خضر کی صرف دو ہی شادی شدہ بہنیں تھیں جو شادی کر کے ایران میں سیٹل تھیں' خضر خود پڑھائی کی غرض سے کراچی میں رہائش پذیر تھا۔ وہ اور ارسل ساتھ میں ایم بی اے کر رہے تھے' ایم بی اے کے دوران ہی اچانک ایک دن امی معمولی بخار میں انہیں تنہا چھوڑ گئیں' یہ سانحہ ارسل اور سودہ کے لیے بہت بڑا دھچکا تھا' سودہ سارا دن روتی رہتی' ارسل خود بھی بُری طرح ٹوٹ چکا تھا مگر اُس نے اس دوران سودہ کو سنبھالا' اُسے پیار محبت سے بہلایا' وہ جو ہر وقت شرارتیں کیا کرتی' امی کے جانے کے بعد وہ سب کچھ بھول گئی تھی' خضر دُکھ سے اس چھوٹی سی لڑکی کو دیکھتا جو بھی سوال کر کر کے اُسے زچ کر دیا کرتی تھی' مگر اب پہروں ایک جگہ بیٹھ کر آنسو بہاتی' امی کی وفات کے چار مہینے بعد ارسل کو ایک دوست کے توسط سے امریکہ میں بہت اچھی جاب کی آفر ہوئی' کچھ عرصہ پہلے وہ خود بھی اسی تگ و دو میں تھا مگر اب وہ اپنی بہن کو اکیلے چھوڑ کر نہیں جانا چاہتا تھا' سب دوستوں نے اُسے سمجھایا کہ اتنی زبردست جاب کو مت چھوڑو' مگر وہ سودہ کے لیے پریشان ہو گیا تھا' رشتے دار کوئی تھے نہیں' جو تھے وہ دوسرے ملکوں میں تھے' اب بہن کو چھوڑے بھی تو کس کے پاس' تب وہ مجبور ہو کر خضر کے پاس آیا تھا۔

"کیا تم میری بہن سے شادی کرو گے؟" ارسل کی بات سن کر وہ کچھ بول ہی نہ سکا۔

"ارسل! کیا کہہ رہے ہو یار! سودہ بہت چھوٹی ہے' یہ اس کے ساتھ ناانصافی ہوگی"۔ اس نے سنجیدگی سے ارسل کو باور کرایا۔

"کوئی ناانصافی نہیں' میں تمہاری فیلنگ بھی سمجھ سکتا ہوں مگر میں اس وقت بہت مجبور ہوں' سمجھ میں نہیں آ رہا کہ کیا کروں"۔ ارسل سخت پریشان تھا' خضر نے اپنے دل میں اُس کے دُکھ کو شدت سے محسوس کیا۔

"تم پلیز پریشان مت ہو' مجھے کوئی اعتراض نہیں' مگر تم ایک بار سودہ سے اچھی طرح پوچھ لو"۔ خضر نے ارسل کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر محبت سے کہا۔

"میری بہن کے لیے تم سے بہتر لڑکا مجھے کہیں بھی نہیں مل سکتا تھا' میں بہت خوش ہوں"۔

پھر ارسل کے جانے سے پہلے آناً فاناً شادی کی تیاریاں کی گئیں' سودہ کو ارسل نے بہت محبت سے سمجھایا کہ وہ جلد ہی لوٹ آئے گا اور ہر روز فون کرے گا' سودہ نے خضر کے ساتھ شادی کرنے پر کوئی اعتراض نہیں کیا مگر اتنی جلدی شادی پر خوب روئی' ارسل کے پریشان ہونے پر بعد میں وہ چپ سادھ گئی تھی۔

☆

"وہ مجھے...... ذرا گرامر سمجھا دیجیے"۔ خضر آفس سے آنے کے بعد فریش ہو کر ٹی وی دیکھ رہا تھا' تبھی وہ پاس آ کر آہستگی سے بولی۔ خضر نے حیرت سے اُسے دیکھا' ارسل کے جانے کے بعد اُس کا دل پڑھائی سے بالکل اُچاٹ ہو گیا تھا' عموماً خضر کے کہنے پر ہی وہ کتابیں کھول لیا کرتی تھی ورنہ زیادہ وقت رسالے یا ٹی وی میں مگن رہتی تھی۔

"آؤ سودہ! آج تم نے خود کتابیں کھول لیں' میں خوشی سے مر ہی نہ جاؤں"۔ خضر نے مسکراتے ہوئے ٹی وی بند کیا۔

"اللہ نہ کرے"۔ سودہ نے بے ساختہ کہا' خضر نے خوشگوار حیرت سے اُس کے دہل جانے کو دیکھا تھا۔

"اب آ بھی جاؤ' کیا سمجھنا ہے؟" خضر نے ہاتھ پکڑ کر اُسے اپنے قریب صوفے پر بٹھایا۔

"وہ مجھے انگلش گرامر سمجھ میں نہیں آتی' اتنی دیر سے کوشش کر رہی ہوں"۔ وہ منہ بسور کر بولی' خضر کو اس وقت وہ بہت پیاری اور معصوم لگی۔

"یار! تو پہلے آ جاتیں' میں سمجھا دیتا' خواہ مخواہ چھوٹے سے دماغ پر اتنا زیادہ بوجھ ڈال دیا' تمہارا یہ شوہر کس مرض کی دوا ہے"۔ خضر نے شرارتی انداز میں کہہ کر پین تھام لیا' سودہ نے اُس کی بات پر بُرا سا منہ بنایا' اُسے بُرا منہ بناتے دیکھ کر خضر بھرپور انداز میں

مسکرایا' پھر نوٹ بک کھول کر اُسے سمجھانے لگا۔

"خضر! ایک بات پوچھوں آپ سے؟" سودہ کی پرسوچ آواز پر اُس نے سمجھانا فی الوقت چھوڑ کر براہ راست اُس کی طرف دیکھا' وہ کچھ اُلجھی اُلجھی لگ رہی تھی۔

"پوچھو کیا پوچھنا چاہتی ہو؟" خضر نے پین پر کیپ لگا کر نوٹ بک میں رکھ کر اُسے دیکھا۔

"وہ...... کیا...... سارے بلوچ مرد دو شادیاں کرتے ہیں؟" سودہ کی بات پر اُس کا دل چاہا زوردار قہقہہ لگائے' مگر اپنی اس سوچ پر فی الحال عمل کرنے کے بجائے اس نے سنجیدہ سی شکل بنائی۔

"یہ تم سے کس بے وقوف نے کہا ہے؟" خضر نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"پلیز بتائیں ناں"۔ وہ بضد ہوئی۔

"یار! صرف بلوچ نہیں' مرد چاہے کسی بھی قوم کا ہو اگر وہ دو شادیاں کرنا چاہتا ہے تو اس میں کوئی عار نہیں' مذہب اسلام نے مرد کو اس کی اجازت دی ہے کہ وہ ناجائز عیش و عیاشی کرنے کے بجائے جائز طریقے سے نکاح کرے' ویسے یہ تم کیوں پوچھ رہی ہو؟"

"میں...... وہ...... کیا آپ بھی دوسری شادی کریں گے؟" سودہ نے ڈرتے ڈرتے پوچھا' خضر نے اپنی مسکراہٹ کو لبوں میں دبالیا۔

"فی الحال تو ایسا کوئی ارادہ نہیں' تم ایک ہی دس پر بھاری ہو' بعد کا میں کچھ کہہ نہیں سکتا کیونکہ بقول تمہارے بلوچ مرد دو شادیاں کرتے ہیں تو میں بھی آخر کو بلوچ ہوں' ظاہری بات ہے اس ریت کو آگے بڑھاؤں گا"۔ اس نے مذاق بھی اس سنجیدگی سے کیا کہ سودہ کے چہرے کا رنگ اُڑ گیا۔

مگر اس وقت اس نے وضاحت کرنے کے بجائے اسے سمجھانا شروع کر دیا' سودہ اُلجھی اُلجھی اور کچھ کھوئی کھوئی اُسے مسکرانے پر مجبور کر رہی تھی۔

"میں سمجھ گئی تھینک یو"۔ اس نے نوٹ بک خضر سے لے کر بند کر دی۔ وہ کسی سوچ میں بُری طرح غلطاں تھی' خضر نے اس کی اُلجھن کو بخوبی محسوس کیا' ہمیشہ وہ خضر کی بولتی بند کر دیا کرتی تھی مگر آج اس نے سودہ کی بولتی بند کر دی تھی' وہ مسکرانے لگا۔

☆

"میں نے آپ سے کتنی بار کہا ہے کہ میں تنگ آ گئی ہوں اپنے بالوں سے' میں شولڈر کٹ کروا لیتی ہوں' مجھ سے نہیں سنبھلتے اتنے بڑے بال"۔ خضر ٹوس سائیڈ میں رکھ رہا تھا' تبھی وہ بالوں میں برش پھنسائے غصے سے بولی' اس کے بالوں میں برش بُری طرح جکڑا ہوا تھا' خضر کی ہنسی چھوٹ گئی' وہ کافی ہونق اور غصے میں لگ رہی تھی۔

"ارے یہ کیا کر دیا تم نے' برش یوں بالوں میں پھنسا کیوں لیا"۔ وہ اپنی ہنسی ضبط کر کے اُس کی طرف بڑھا' جو بُرے بُرے منہ بنا رہی تھی۔ خضر نے برش نکالنا چاہا مگر وہ بُری طرح پھنسا ہوا تھا۔

"آپ اس طرح کریں' قینچی سے بال کاٹ کر نکال لیں' مجھے بہت تکلیف ہو رہی ہے"۔ سودہ کے کہنے پر اس نے آہستگی سے بال سلجھانے چاہے تاکہ اسے تکلیف نہ ہو' پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر اُسے بیڈ روم میں لے آیا اور بیڈ پر بٹھا کر اس کے بال سلجھانے لگا۔

"آپ قینچی سے کاٹ لیں ناں"۔ سودہ جھنجھلاتے ہوئے بولی۔

"شٹ اپ! اگر اب تم نے قینچی کا نام لیا تو مجھ سے بُرا کوئی نہیں ہوگا"۔ خضر نے بُری طرح ڈپٹا' وہ سہم سی گئی۔

"زندگی میں کبھی بھی بال کاٹنے کا مت سوچنا سمجھیں"۔ اس نے خضر کو بہت کم غصے میں دیکھا تھا اس لیے وہ کافی حیران تھی' تبھی اس نے برش نکال کر اس کے بالوں کو نرمی سے برش کرنا شروع کر دیا تھا۔

"لڑکیوں کا حسن اُن کے بڑے بالوں میں ہوتا ہے' ورنہ پرکٹی لڑکیاں بھلا کس کو اچھی لگتی ہیں"۔ خضر نے

برش اُسے پکڑا دیا۔

"آپ کو میرے بڑے بال اچھے لگتے ہیں؟" دل میں خوشی محسوس کرتے ہوئے اس نے پوچھا۔

"ہاں بہت زیادہ...... میری سودہ کی خوبصورتی میں یہ چار چاند لگا دیتے ہیں"۔ خضر نے مصروفیت سے کہہ کر کچن کی راہ لی' مگر وہ خوشی سے کھل اٹھی۔ "میری سودہ" وہ اسی لفظ پر اٹکی ہوئی تھی' وہ مسکرا کر ڈریسنگ ٹیبل پر لگے آئینے میں گھوم کر اپنے کمر سے کافی نیچے دراز اور سلکی خوبصورت بالوں کو دیکھنے لگی' جو اُسے ہمیشہ جان کا وبال لگا کرتے تھے' مگر آج ایک جملے کی وجہ سے اُسے اپنے بال خوبصورت اور حسین لگنے لگے تھے۔

"اُم سودہ! جلدی آؤ' بریک فاسٹ کرلو' کالج کے لیے لیٹ ہو رہی ہو"۔ خضر کی آواز پر وہ آئینے کے سامنے سے ہٹ کر بیگ اٹھانے لگی' وہ خوش خوش سی ناشتہ کرنے لگی' ایک جملے نے اُسے کس قدر خوش کیا تھا' شاید ہی خضر سمجھ سکے۔

............☆............

صبح کی وجہ سے وہ کافی خوش تھی' مسکراہٹ اُس کے لبوں سے جدا ہی نہیں ہو رہی تھی' اس لیے کالج سے آ کر فریش ہونے کے بعد وہ شادی کا البم دیکھنے لگی' جس میں ہر جگہ اُس کا منہ پھولا ہوا تھا' اس طرح اچانک شادی پر بھلا وہ کہاں خوش ہوتی' اس لیے اپنی ناراضی کے اظہار کے طور پر وہ ہر جگہ اس طرح پوز کیے ہوئے تھی جیسے کسی نے اُسے مار کر بٹھایا' مگر اس کے باوجود ہر وقت سادہ رہنے والی سودہ کو جب بلوچی میرون سوٹ میں میک اپ اور زیورات سے سجایا گیا تو اس کے معصوم حسن کو دیکھ کر کتنے لوگ مبہوت رہ گئے تھے۔ وہ بہت پیاری لگ رہی تھی' دوسری طرف خضر وہائٹ شلوار قمیض میں بلوچی پگڑی میں ہنستا مسکراتا بہت ہینڈسم لگ رہا تھا' ہلکی ہلکی شیو میں وہ نظر لگ جانے کی حد تک پیارا لگ رہا تھا' سودہ نے محبت سے اُس کی تصویر پر ہاتھ پھیرا' خضر بہت خوش لگ رہا تھا۔

دوسری تصویر مبارکی کی تھی جو بلوچی میں ولیمے کو کہا جاتا ہے' جس میں اُس نے لائٹ پرپل کلر کا بلوچی سوٹ پہنا تھا' خضر کی بڑی بہنیں ہانی باجی اور خدیجہ باجی اُسے پیار کر رہی تھیں' ان دونوں کو سودہ بہت پسند آئی تھی' مبارکی والے دن کی تصویروں میں خضر کافی سنجیدہ لگ رہا تھا' ایک بھی اُس کی مسکراتی تصویر نہ تھی۔

"ارسل بھائی نکاح اور رُخصتی کے بعد امریکہ کے لیے روانہ ہو گئے تھے' مبارکی میں وہ موجود نہ تھے اس لیے خضر کو دکھاوے کے لیے مسکرانا نہیں پڑا"۔ سودہ کے دل کی کیفیت عجیب ہونے لگی' اُس نے کبھی اس نقطے پر اس طرح نہیں سوچا تھا' خضر خوش نہیں تھا' صرف اپنے دوست کے مجبور کرنے پر اس سے شادی کر بیٹھا تھا' دل میں دُکھ نے آ گھیرا' تبھی دروازہ کھلنے کی آواز آئی' اس نے جلدی سے البم اٹھا کر بیڈ کراؤن کے دراز میں ڈال دیا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

"السلام علیکم!" خضر ٹائی بیڈ پر اچھال کر تھکن سے بے حال ہوتے ہوئے بیڈ پر آ گرا۔

"وعلیکم السلام! آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے ناں؟" سودہ نے گھبرا کر اُس کی پیشانی پر ہاتھ رکھا۔ اُس کے لمس کو محسوس کر کے خضر نے فوراً آنکھیں کھولیں اور بے اختیار اُس کا ہاتھ پکڑ کر اُسے اپنے پاس بٹھایا اور بغور اُس کے خوبصورت چہرے کو دیکھنے لگا' خضر کے یوں بھرپور انداز میں دیکھنے پر اُس کا دل زور سے دھڑک اٹھا' چہرے پر رنگوں کا جہان آباد ہو گیا' اُس کی نظریں آپ ہی آپ جھک گئیں' خضر مسکراتے ہوئے دلچسپی سے اس کے چہرے کو دیکھنے لگا' تبھی خضر کا سیل فون بج اٹھا' دونوں بُری طرح چونکے' خضر نے اٹھ کر پاکٹ سے موبائل نکالا' وہ بغور خضر کی طرف دیکھنے لگی۔

"ہاں شیری یار! میں نہیں آؤں گا' اکیلے آ کر میں کیا کروں گا' تم پلیز میری طرف سے عاطف سے ایکسکیوز کر لینا' اوکے"۔ خضر نے موبائل آف کر کے سائیڈ میں رکھا۔

"کیا ہوا' کس کا فون تھا' کہاں آنے کو کہہ رہے تھے؟" سودہ کے پوچھنے پر اس نے ریسٹ واچ اتارتے ہوئے ذرا کی ذرا اُس کی طرف دیکھا۔

"میرا دوست شیری تھا' وہ میرے کولیگ عاطف کی آج ویڈنگ اینورسری ہے اس لیے آج اس نے تمام اسٹاف کو وِد کپل انوائٹ کیا ہے' اس لیے شیری پوچھ رہا تھا کہ میں آؤں گا یا نہیں' میں اکیلے جا کر کیا کروں گا اس لیے ایکسکیوز کر لیا' پھر تم بھی اکیلی ہو"۔ خضر فریش ہونے کے لیے اٹھ گیا' مگر اس سے بالکل بھی اٹھا نہیں گیا' یعنی خضر خود کو شادی شدہ ظاہر نہیں کرتا' یا وہ سودہ کو بیوی کے روپ میں سب سے ملوانا نہیں چاہتا' کچھ دیر پہلے وہ جس چیز کو خضر کی محبت سمجھ بیٹھی تھی وہ محبت نہیں تھی' وہ سودہ کو سب سے ملوا کر شرمندہ نہیں ہونا چاہتا تھا' دل میں ویرانی نے اپنا بسیرا جما لیا تھا۔

............☆............

بڑے بے کیف دن گزر رہے تھے' خضر کی اس دن کی حرکت نے اُسے بہت دُکھی کر دیا تھا مگر وہ اب بڑی ہو گئی تھی (یہ اس کا ذاتی خیال تھا) اس لیے اپنے لہجے کو نارمل ہی رکھا تھا' مگر خضر اس کی رگ رگ سے واقف تھا' اس لیے یہ بات بھی اُس سے پوشیدہ نہ رہی مگر اس نے سودہ کے موڈ کو ارسل کی یاد سمجھ کر زیادہ پوچھ گچھ نہ کی' مبادا پوچھنے پر وہ رونے نہ لگ جائے' شادی کے بعد جتنے دن ہانی باجی اور خدیجہ ٹھہری رہیں' سودہ خود کو خوش ظاہر کرتی رہی' صرف کبھی کبھار رات کو سوں سوں کی آواز پر وہ چونک جاتا' پوچھنے پر نزلے کا بہانہ کر کے سو جاتی مگر ان دونوں کے جانے کے بعد تو سودہ نہ موقع دیکھتی نہ محل...... بس ہر جگہ امی اور ارسل کو یاد کر کے رونے لگ جاتی تھی' وہ ہر طرح سے اس کا خیال رکھتا تھا مگر وہ بہت زودِ رنج ہو گئی تھی' اس لیے خضر کی محبت کو جھٹک دیتی' جس پر بُرا لگ جانے کے باوجود وہ درگزر کر دیتا' وہ بہت چھوٹی تھی جب اُن کی شادی ہوئی تو وہ سترہ سال کی تھی اور وہ خود پچیس سال کا تھا' وہ یہ بہت فیل کرتا تھا کہ سودہ چھوٹی ہے اور وہ خود اس سے اتنا بڑا...... عمروں میں اتنا زیادہ گیپ نہ تھا مگر سودہ کو دیکھ کر اُسے لگتا جیسے اُس کے ساتھ بہت ناانصافی ہوئی ہے' وہ خوش نہیں ہے۔

اس دن سنڈے کی وجہ سے نہ اُسے آفس جانا تھا نہ ہی سودہ کو کالج' اس لیے روز کی طرح اُن کے فلیٹ میں افراتفری کے بجائے خاموشی چھائی ہوئی تھی' وہ سکون سے سو رہا تھا تبھی فون کی بیل بج اٹھی' فون سیٹ سودہ کے بیڈ سائیڈ پر رکھا تھا' وہ سودہ کے ڈسٹرب ہونے کا سوچ کر اٹھانا چاہ ہی رہا تھا مگر اس سے پہلے ہی سودہ نے فون ریسیو کر لیا' سودہ کی چیخ پر وہ سمجھ گیا کہ دوسری طرف ارسل ہی ہے۔

"بھائی! میں آپ سے سخت خفا ہوں' آپ مجھے یہاں اکیلا چھوڑ کر بھول ہی گئے ہیں"۔ خضر نے اس کے لہجے میں خفگی محسوس کر کے فی الحال خود کو سوتا ظاہر کیا تاکہ وہ اپنے بھائی سے شکوہ شکایت کر سکے۔

"چندا! میں بھلا اپنی پیاری سی معصوم سی بہن کو بھول سکتا ہوں اور یہ کیوں کہا کہ اکیلا...... وہ موصوف تمہارے شوہر صاحب کہاں ہیں؟" ارسل نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

"وہ یہیں ہیں مگر میں آپ کے بغیر خود کو بہت اکیلا فیل کرتی ہوں' آپ میرے اپنے ہیں"۔ وہ دُکھ سے بولی' دوسری طرف خضر کے دل میں بے چینی چھا گئی۔

"ایسا کیوں سوچتی ہو' خضر اب تمہارا زیادہ اپنا ہے' وہ تمہارا شوہر ہے' تم سے پیار کرتا ہے"۔ ارسل محبت سے سمجھانے لگا۔

"نہیں کرتے وہ مجھ سے پیار...... بس آپ آ جائیں' میرا دم گھٹنے لگا ہے یہاں"۔ سودہ روہانسی ہو گئی تھی۔

"سودہ چندا کیا ہوا؟ کیا خضر تم سے بُری طرح بی ہیو کرتا ہے؟ اس نے کچھ کہا ہے تم سے؟" ارسل پریشان ہو گیا تھا' تبھی اُسے بھی احساس ہو گیا کہ اس نے چھوٹی سی بات پر دور بیٹھے ارسل کو خواہ مخواہ پریشان کر دیا۔

"نہیں تو...... خضر میرا بہت خیال رکھتے ہیں، کبھی مجھے ڈانٹا بھی نہیں، مگر میں آپ کو بہت مس کرتی ہوں، آپ کیا مجھے مس نہیں کرتے؟" اس نے جلدی سے بات سنبھالی۔

"او...... تم نے تو مجھے ڈرا ہی دیا، میں سوچ میں پڑ گیا تھا کہ خضر تو کافی لوونگ اور کیئرنگ ہے اس نے ایسا کیا کر دیا جس پر ہماری ننھی پری ناراض ہے۔" ارسل مطمئن سا ہو گیا تھا اس کا دل چاہا کہ کہہ دے کیئرنگ تو ہے مگر لوونگ تو بالکل بھی نہیں، مگر اس نے خود پر کنٹرول کیا۔

"گڑیا! میں بھی تمہیں بہت مس کرتا ہوں، مگر جاب کی وجہ سے کچھ عرصہ تک نہیں آ سکتا، تم اس دوران اپنی اسٹڈی پر دھیان دو اور خضر کو بالکل بھی تنگ مت کرو، اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے ضرور بتانا اور یہ تمہارے محترم شوہر کہاں ہیں، ذرا اُن کو فون دو میں ذرا اچھی طرح اُس کے کان کھینچ لوں، میری بہن کو تنگ کرتا ہے۔" ارسل نے مصنوعی غصے سے کہا مگر وہ تو ڈر ہی گئی۔

"پلیز بھائی! آپ اُن سے کچھ مت کہیں۔" اس نے آہستگی سے کہا تا کہ خضر سن نہ سکے۔

"اچھا، اچھا یار نہیں کہتا، بڑا خیال ہے اپنے خضر کا۔" ارسل ہنس پڑا۔

"اب دو فون خضر کو۔"

"جی......" اس نے ارسل کو کہہ کر دھیرے سے خضر کا کندھا ہلایا۔

"سنیئے! اٹھ جائیں ارسل بھائی کا فون ہے۔" سودہ کی آواز پر اس نے آنکھیں کھول کر فون اس کے ہاتھ سے لیا اور بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر خوش دلی سے بات کرنے لگا، سودہ اس پر نظر ڈال کر واش روم میں چلی گئی ارسل سے بات کر کے وہ فریش ہو گیا تھا مگر اس کے باوجود سودہ کی باتوں نے دل میں ارتعاش سا پیدا کر دیا تھا۔

..........☆..........

اس کے کالج میں سردیوں کی چھٹیاں پڑ گئی تھیں، اس لیے آج کل وہ بڑے مزے میں تھی، اس نے مارکیٹ سے اپنی ضرورت کی چیزیں لینے کے بعد کھانا بنانے کی ترکیبوں والی کتابیں بھی لے لیں، چھٹیوں میں کم از کم وہ کھانا بنانا ہی سیکھ لے گی اور اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ صبح جلدی اٹھ جایا کرے گی تا کہ خضر کو ناشتہ بنانے کی ضرورت نہ پڑے۔

اس نے صبح چھ بجے کا الارم سیٹ کیا تھا تا کہ جلدی اٹھ کر خود بھی نماز پڑھے اور خضر کو بھی اٹھائے اور ساتھ ہی ناشتے کی بھی تیاری کرے، صبح چھ بجے الارم کی آواز پر اس نے بند کرنا چاہا تبھی اذان کی آواز پر وہ جلدی سے اٹھ بیٹھی، وضو کر کے دوپٹہ اچھی طرح نماز کے اسٹائل میں باندھ کر اس نے خضر کو جھنجوڑا۔

"اٹھ جائیں، نماز کا ٹائم ہو گیا ہے۔" اس نے سوئے ہوئے خضر کا کندھا ہلایا، وہ مندی مندی آنکھوں سے سودہ کے پر نور سراپے کو دیکھنے لگا، پھر اس کی بات سمجھ کر جلدی سے اٹھ بیٹھا۔

"تھینکس یار تم نے اٹھا دیا، ورنہ آج بھی نماز قضا ہو جاتی۔" خضر اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر واش روم کی طرف بڑھا۔

"سودہ! میں مسجد جا رہا ہوں، چابی میرے پاس ہے اوکے۔" اس کے سلام پھیرنے پر خضر سر پر ٹوپی پہن کر نکلا، وہ نماز پڑھ کر کچن میں آ گئی اور فریج سے کل رباب باجی کا گوندھا ہوا آٹا نکال کر سائیڈ میں رکھ دیا، کل سامنے والی رباب باجی نے اُسے آٹا گوندھنا سکھایا تھا، سکھاتے سکھاتے وہ سارا آٹا خود ہی گوندھ گئیں تھیں، اب اُسے پراٹھے بنانے تھے جو کافی مشکل کام تھا مگر کوشش کرنے سے تو کچھ بھی کیا جا سکتا ہے یہ تو صرف پراٹھے تھے۔ اس نے چائے بنا کر فلاسک میں ڈال کر رکھ دی۔ توجہ سے پیڑے بنانے کا کارنامہ انجام دیا، بیلنے کے بعد اس نے ڈرڈر کر اس کو توے پر رکھ دیا، شکر تھا کہ ہاتھ نہیں جلا اس نے پراٹھے پر ڈھیر سارا گھی ڈال دیا۔

"سودہ! کہاں ہو تم؟" بیڈ روم سے خضر کی پریشانی میں ڈوبی ہوئی آواز آئی، وہ شاید یہ توقع کر رہا تھا کہ سودہ نماز کے بعد بستر میں گھس گئی ہوگی، اب اُسے نہ پا کر پریشان سا ہو گیا تھا۔

"میں یہاں کچن میں ہوں، ہا......" اس نے گھی سے بھرے پراٹھے کو پلٹنا چاہا تبھی گرم گرم گھی اس کے ہاتھ پر چھلک پڑا، اس کے ہاتھ سے چمٹا گر پڑا اور وہ درد سے نیچے بیٹھ گئی۔

"سودہ! کیا ہوا تمہیں؟" خضر اسے کچن کے فرش پر بیٹھے دیکھ کر چیخ کر اس کی طرف بڑھا۔

"کچھ نہیں بس ذرا گھی ہاتھ پر......" درد کے مارے اس سے کچھ بولا نہیں گیا اور آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو بہنے لگے۔

"اوہ نو...... تمہارا ہاتھ تو کافی جلا ہے، کس نے کہا تھا یہ سب کرنے کو؟" خضر پریشانی سے بول کر اس کا ہاتھ دیکھنے لگا، پھر چولہا بند کر کے وہ اُسے یوں ہی نازک آبگینے کی طرح بیڈ روم میں لا کر کریم نکال کر نرمی سے اس کے ہاتھ پر ملنے لگا، سودہ اپنا سارا درد بھول کر یک ٹک محبت سے خضر کو دیکھنے لگی، جس کے چہرے پر تکلیف کے واضح آثار تھے جیسے سودہ کے نہیں اس کے ہاتھ جلے ہوں، وہ خضر کی اس درجہ محبت پا کر آبدیدہ سی ہو کر بے اختیار اس کے سینے پر سر رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی، خضر بُری طرح گھبرا گیا، وہ اس کے سینے سے لگی رو رہی تھی، سودہ کے اس طرح رونے پر اس کا دل چاہا کہ وہ سودہ کے گرد اپنے بازو حمائل کر کے اسے اپنے ہونے کا اپنی محبت کا یقین دلائے مگر کوشش کے باوجود بھی وہ یہ نہ کر سکا۔

"سودہ! یہ کیا بے وقوفی ہے، کیوں رو رہی ہو؟" خضر نے خود پر پہرے بٹھا کر اس کا سر اپنے سینے سے ہٹایا اور سختی سے کہا، وہ کسی بھی کمزور لمحے کا شکار نہیں ہونا چاہتا تھا، خضر کے رویے پر وہ حیرت اور دکھ سے اُسے دیکھنے لگی، وہ کافی سنجیدہ لگ رہا تھا، سودہ بے اختیار ہی دور کھسکنے لگی، خضر نے اس کا ہاتھ پکڑنا چاہا مگر وہ روتے ہوئے بیڈ پر کروٹ بدل کر سر تک کمبل تان گئی۔

"سودہ! سوری تمہیں بات بُری......"

"پلیز مجھے اکیلا چھوڑ دیں، مجھے کچھ بھی نہیں سننا۔" وہ روتے ہوئے چلائی، خضر نے دکھ سے اسے دیکھا۔

"سودہ! تمہارے ہاتھوں پر ابھی میں نے صحیح سے کریم لگائی ہی نہیں ہے، بعد میں تمہیں زیادہ تکلیف ہو گی۔" وہ کسی صورت بھی اُسے اکیلا چھوڑ کر نہیں جانا چاہتا تھا اور خاص طور پر جب اسے خضر کی زیادہ ضرورت تھی۔

"نہیں ہو گی تکلیف...... تھینک یو آپ نے اپنا فرض نبھا لیا، میں ارسل بھائی کو کہہ دوں گی کہ آپ نے اُن کی بہن کا بہت خیال رکھا ہے، دوستی کا حق ادا کر دیا ہے، اب پلیز میری جان چھوڑیں۔" وہ روتے ہوئے اس کا دل دکھا رہی تھی، وہ بھاری ہوتے دل کے ساتھ بیڈ روم سے نکلا، وہ کیسے سمجھاتا اس بیوقوف لڑکی کو کہ وہ اپنے دل میں اس کے لیے کس قدر محبت کا جذبہ رکھتا ہے مگر ساتھ میں اپنے جذبوں کو عیاں کرنے سے بھی ڈرتا تھا، وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کی وجہ سے سودہ اپنی پڑھائی سے محروم ہو جائے، وہ جانتا تھا کہ سودہ اس کی ہے مگر بس کچھ سالوں بعد...... جب وہ گریجویشن کمپلیٹ کر لے...... ارسل نے جاتے جاتے بڑی آس سے کہا تھا۔

"خضر! تم بہت اچھے ہو، مجھے یقین ہے کہ تم میری بہن کا بہت خیال رکھو گے، ابھی وہ بہت چھوٹی ہے، بہت ساری باتوں کو نہیں سمجھتی، پلیز ہو سکے تو اسے پڑھنے دینا، وہ تمہاری بیوی ہے مگر پلیز......" آگے ارسل سے کچھ بھی کہا نہیں گیا مگر وہ بخوبی سمجھ گیا تھا اور اس نے ارسل کو یقین دلایا تھا کہ وہ سودہ کو آگے پڑھنے سے نہیں روکے گا اور نہ ہی اس کے لیے کوئی مشکل پیدا کرے گا۔

وہ کچن میں چلا آیا جہاں توے پر جلا ہوا پراٹھا پڑا تھا' ٹرے میں چیزیں بچی تھیں' کتنی محبت اور محنت سے اس نے یہ چیزیں بنائی تھیں' وہ آدھا کچا اور جلا ہوا پراٹھا اٹھا کر کھانے لگا۔

..............☆..............

''سودہ! پلیز سوری یار' اب اٹھ جاؤ' میں کان پکڑ کر سوری کرتا ہوں''۔ خضر نے اس کے اوپر سے کمبل اٹھاتے ہوئے کہا' وہ آج آفس بھی نہیں گیا تھا' دوپہر ہونے کو آئی تھی مگر سودہ کا غصہ برقرار تھا' تبھی وہ کمبل ہٹا کر اٹھ بیٹھی' خضر نے سکون کا سانس لیا' اس کی آنکھیں رونے کی وجہ سے سرخ ہورہی تھیں' خضر کے دل کو کچھ ہوا۔

''سودہ! یہ کیا حالت بنا رکھی ہے' چھوٹی سی بات......'' خضر نے کہتے ہوئے اس کے بالوں کو سنوارا' تبھی وہ دور کھسک گئی تھی۔

''پلیز مجھے ہاتھ مت لگائیں' آپ کا لمس زہر لگتا ہے مجھے''۔ وہ بدتمیزی سے بول کر دور ہوئی تھی' خضر نے اس کی بدتمیزی کو مائنڈ نہیں کیا' وہ غصے میں تھی اور غصے میں انسان کیا بولتا ہے اسے خود بھی پتا نہیں چلتا۔

''ارسل بھائی نے بھی میرے ساتھ بہت بُرا کیا' ایسے انسان کے پلے باندھ دیا جو صرف اپنی ڈیوٹی نبھا رہا ہے' میرا خیال رکھنا' مجھے پیسے دینا''۔ منہ پر پانی کے چھپاکے مارتے ہوئے اس پانی میں اس کے آنسو بھی شامل تھے' وہ باہر نکلی تو خضر کھانے کی ٹرے ٹیبل پر رکھے اس کے آنے کا منتظر تھا' وہ خضر پر نظر ڈالے بغیر تولیہ اٹھا کر منہ صاف کرنے لگی۔

''سودہ! آؤ کھانا کھالو''۔ خضر نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''مجھے نہیں کھانا''۔ وہ تڑخ کر بولی اور جانے لگی مگر اس سے پہلے ہی خضر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے کھینچ کر صوفے پر بٹھایا' وہ بے اختیار درد کے مارے ''سی'' کر کے رہ گئی' اس نے جلے ہوئے ہاتھ کو کھینچا تھا۔

''اوہ نو...... سوری......'' خضر شرمندہ سا ہوگیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر دیکھنے لگا' دائیں ہاتھ پر کچھ براؤن براؤن نشان پڑے تھے جبکہ بایاں ہاتھ زیادہ جلا تھا' وہ دُکھ سے اس کے ہاتھوں کو دیکھنے لگا' تبھی اس نے اپنے ہاتھوں کو کھینچا۔

''چھوڑیں...... مجھے ضرورت نہیں آپ کی ہمدردی کی''۔ اس نے ہاتھ چھڑا کر تلخی سے کہا۔

''چپ ہو جاؤ' اب اگر تم نے کچھ کہا تو بہت بُرا ہوگا''۔ خضر سختی سے بول کر اس کے ہاتھوں پر کریم لگانے لگا' وہ چپ چاپ شاکی نظروں سے خضر کو دیکھنے لگی جو بڑی محبت اور نرمی سے اس کے ہاتھوں پر کریم لگا رہا تھا' وہ اس انسان کو سمجھ نہیں پا رہی تھی' کبھی حد سے زیادہ لونگ اور کیئرنگ ہو جاتا اور اگر وہ محبت سے اس کی طرف بڑھتی تو وہ دور ہو جاتا' سودہ کے بُرے اور بدتمیزی بھرے رویے پر نرمی سے پیش آتا اور جب بھی وہ خضر کی طرف محبت سے بڑھنے لگتی تو وہ غصہ ہو جاتا اور جھٹک کر اس کی محبت کو بے وقوفی گردانتا۔

''چلو منہ کھولو' میں تمہیں کھلاتا ہوں''۔ خضر نے ہلکے پھلکے انداز میں کہہ کر اسے چونکایا۔

''نہیں...... میں...... خود کھالوں گی''۔ وہ جھجک کر بولی' خضر نے اس کی جھجک کو بخوبی محسوس کیا۔

''میں کوئی غیر نہیں' تمہارا شوہر ہوں' چلو جلدی''۔ خضر نے مسکراتے ہوئے نوالہ اس کے منہ میں ڈالا۔ وہ پوچھنا چاہتی تھی کہ وہ صبح والی حرکت کو کیا نام دے جب وہ بے اختیاری میں اس کے سینے سے لگی تھی مگر خضر نے اس کو کس بُری طرح جھٹکا تھا جیسے وہ کوئی غیر ہو۔

..............☆..............

''آج آفس میں ہانی باجی نے فون کیا تھا''۔ دوسرے دن خضر نے آفس سے آ کر فریش ہونے کے بعد ٹی وی دیکھتے ہوئے بتایا' وہ قریب ہی رکھے صوفے پر بیٹھی میگزین دیکھ رہی تھی' اس اطلاع پر وہ نہال ہوگئی۔

''کیا...... ہانی باجی نے اور کیا کہا؟'' وہ میگزین رکھ کر پوری طرح متوجہ ہوگئی' خضر نے ٹی وی کا والیم کم کرتے ہوئے اس کے خوشی سے دمکتے چہرے کو دیکھا۔

''وہ کل آرہی ہیں''۔

''کیا...... سچ میں...... آپ مذاق تو نہیں کر رہے''۔ خوشی سے بے حال ہوتے ہوئے وہ خضر کے پاس ہی آ بیٹھی۔

''نہیں یار! میں کیوں مذاق کروں گا' اسد لالہ (بہنوئی) ایک کام کے سلسلے میں آرہے ہیں' تو ان کے ساتھ ہانی باجی نے بھی آنے کا پلان بنا لیا''۔ خضر سنجیدگی سے بولا۔

''او...... کتنا مزہ آئے گا' میں باجی باجی سے ڈھیروں ڈھیر باتیں کیا کروں گی''۔ خضر نے اس کی معصوم سی خواہش پر محبت سے اُسے دیکھا' وہ اکیلے رہ رہ کر اکتا گئی تھی۔

''کس ٹائم آئیں گی ہانی باجی''۔ وہ بے حد خوش تھی۔

''یہی کوئی گیارہ بارہ بجے تک''۔ خضر نے ٹی وی پر نظریں جما کر کہا۔

''او زبردست...... ہانی باجی کے آنے پر میں صرف بلوچی کپڑے پہنا کروں گی' خدیجہ باجی نے کتنی محبت سے میرے لیے خوبصورت کڑھائی والا ڈریس بھجوایا تھا مگر میں نے ایک بار بھی نہیں پہنا' اب کل وہی والا پہنوں گی' ٹھیک ہے ناں؟'' اس نے خضر کو مخاطب کیا۔

''مگر تم تو کہتی ہو کہ تمہیں اتنے بھاری کام والے کپڑوں میں الجھن ہوتی ہے''۔ خضر نے اس کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

''کوئی الجھن نہیں ہوتی' میں آرام سے پہن لوں گی' اتنے زبردست تو کپڑے ہیں' کتنی خوبصورتی سے شیشے لگے ہیں''۔ وہ اٹھ کر بیڈروم میں چلی گئی' تو وہ بھی اٹھ کر اس کے پیچھے چلا آیا۔

وہ وارڈ روب کھول کر اپنے کپڑے نکال رہی تھی' ہانی باجی اور خدیجہ باجی نے اس کی بری میں کافی خوبصورت بلوچی کڑھائی والے ڈریسز دیئے تھے جو ایک دو بار پہننے کے بعد اسی طرح رکھے تھے' خضر نے کافی دفعہ اُسے پہننے کو کہا بھی مگر وہ ''الجھن ہوتی ہے''۔ کہہ کر ٹال دیا کرتی تھی' اب وہ بڑی محبت سے نکال نکال کر رکھ رہی تھی' خضر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر دلچسپی سے اس کی حرکتوں کو دیکھنے لگا۔

..............☆..............

دوسرے دن اس نے آفس کی چھٹی کی تھی اور ناشتے وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد وقت گزارنے کے لیے وہ ٹی وی کھول کر بیٹھ گیا' سودہ صبح سے بیڈروم میں پتا نہیں کیا کر رہی تھی' بلوچی ڈریس وہ رات کو ہی پریس کر چکی تھی' اب پتا نہیں وہ کس نوعیت کی تیاری کر رہی تھی کہ مختلف چیزوں کے گرنے کی آوازیں آرہی تھیں' کچھ دیر تو وہ برداشت کرتا رہا پھر اٹھ کر بیڈروم کی طرف بڑھا تاکہ معلوم ہو سکے کہ وہ کیا کر رہی ہے' مگر بیڈروم کے دروازے پر آ کر وہ ٹھٹک کر رُک گیا تھا' سودہ اسکائی بلیو بلوچی کڑھائی والے ڈریس میں اپنے لمبے بالوں کو کھولے ہوش گم کر دینے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی' وہ مبہوت سا ہو کر اُسے دیکھنے لگا' گولڈ کے خوبصورت نیکلس اور جھمکوں میں اس کا چہرہ دمک رہا تھا' وہ بے اختیاری میں کتنے پل یوں ہی اُسے دیکھتا رہا۔

''خضر! دیکھیں میرے بال''۔ سودہ نے اُسے لاؤنج میں سمجھ کر تیز آواز میں بلانا چاہا مگر خضر کو یوں دروازے کے پاس ساکت کھڑے دیکھ کر اس کی بات ادھوری رہ گئی' تبھی وہ بھی بُری طرح چونک کر

سنبھلا تھا۔

"کیا ہوا؟" وہ خود کو نارمل ظاہر کرتے ہوئے بولا مگر اس کی نظروں نے سودہ کے چہرے سے ہٹنے سے انکار کر دیا۔

"کیا ہوا آپ کو؟ کیا میں اچھی نہیں لگ رہی؟" خضر کی نظروں سے گھبرا کر وہ خود کو ڈریسنگ ٹیبل کے آئینے میں دیکھنے لگی، وہ کہنا چاہتا تھا کہ "دیکھنا ہے تو خود کو میری آنکھوں میں دیکھو، جہاں صاف طور پر لکھا ہے کہ تم آج دنیا کی سب سے حسین لڑکی لگ رہی ہو"۔ مگر اس نے خود کو سختی سے روکا۔

"اچھی لگ رہی ہو اب جلدی سے تیاری کو سمیٹو"۔ خضر نے خود پر کنٹرول کرتے ہوئے مصروفیت بھرے انداز میں کہا۔

"میں کہاں سے دیر لگا رہی ہوں، آپ میری چٹیا بنا دیجیے پھر تو میں تقریباً تیار ہی ہوں"۔ سودہ نے جلدی سے کہہ کر برش اسے تھمایا، وہ سودہ کے خوبصورت سلکی بالوں کو دیکھنے لگا، کڑا امتحان تھا یہ اس کے لیے......

"تم خود کرو، میں بہت مصروف ہوں"۔ وہ سنجیدگی سے کہہ کر پلٹ گیا اور وہ حیرت سے اس کی پشت کو دیکھنے لگی تھی، مگر وہ خضر کے رویے میں اچانک آ جانے والی سنجیدگی کو سمجھ نہ سکی، پھر ہانی باجی کے آنے کے بعد بھی اس نے خود پر خضر کی نظروں کو محسوس کیا تھا، وہ اتنی بے وقوف تو نہ تھی کہ خضر کی نظروں کی ستائش کو نہ محسوس کر سکے، اس سوچ کے آتے ہی اس کا دل خوش گمان ہو گیا تھا، الگ ہی لے پر دھڑکنے لگا تھا مگر یہ خوشی عارضی ہی تھی، رات کو کمرے میں آتے ہی خضر نے جو کہا تھا وہ سن کر اس کا خوش گمان دل دھڑکنا بھول گیا تھا۔

"جاؤ کپڑے چینج کرو...... آئندہ میرے سامنے بلوچی ڈریس میں مت آنا، دن میں پہننا ہے تو پہن لو مگر رات میں کپڑے چینج کر لینا"۔ خضر سختی سے بول کر کروٹ بدل گیا مگر وہ خضر کی بات سن کر ٹوٹ گئی تھی۔

..........☆..........

"آپ کو کوئی اعتراض نہیں ہوا جب آپ کے شوہر نے دوسری شادی کی؟" سودہ نے حیرت سے ہانی باجی سے پوچھا۔

"اعتراض کی کیا بات ہے، میں نے انہیں بخوشی اجازت دے دی، کیونکہ شادی کے اتنے سالوں میں میں انہیں اولاد نہ دے سکی، اولاد کے لیے میں نے خود ان کی شادی کروا دی"۔ ہانی باجی بالکل نارمل تھیں مگر اسے یہ کسی طور پر ہضم نہیں ہوا، تبھی بے چینی سے خضر کے آنے کا انتظار کرنے لگی، خضر کے آنے کے بعد بے چینی سے پہلو بدلنے لگی، خضر نے بھی اس کی بے چینی کو محسوس کر لیا تھا، تبھی اس کے اٹھتے ہی وہ بھی ٹی وی آف کر کے کمرے میں چلا آیا، وہ خضر کی ہی منتظر تھی، خضر نے ایک بھرپور نظر بلیک بلوچی ڈریس پہنے سودہ پر ڈالی جو کسی الجھن میں گرفتار لگ رہی تھی۔

"کیا ہوا، کوئی بات کرنا چاہتی ہو؟" وہ ریسٹ واچ اتارتے ہوئے پوچھنے لگا۔

"جی...... مجھے آپ سے کچھ پوچھنا ہے"۔ وہ بیڈ پر بیٹھ کر کشن گود میں رکھ کر بولی، خضر سر ہلا کر بیڈ پر آ بیٹھا اور بغور اسے دیکھنے لگا۔

"ہوں...... پوچھو"۔ خضر کے کہنے پر وہ خضر کی طرف دیکھنے لگی۔

"آپ مجھ سے بور تو نہیں ہو گئے؟"

"وہاٹ...... بور اور تم سے، یہ کیا بیوقوفانہ سوال ہے؟" سودہ کی بات پر وہ جھٹکے سے سیدھا ہو کر چیخا پھر فوراً اپنے لہجے کا احساس کر کے نرمی سے بولا۔

"میں تم سے کیوں بور ہونے لگا، تم کوئی گھسا پٹا ڈرامہ ہو یا کیمسٹری کی بک جو میں بور ہو گیا ہوں"۔

"یعنی آپ مجھ سے بور نہیں، پھر اگر شادی کے تین

چار سال کے بعد ہمارے ہاں بچہ نہیں ہوا تو کیا آپ اولاد کے لیے دوسری شادی کر لیں گے؟" سودہ کی بات پر وہ جو نیم دراز تھا جھٹکے سے سیدھا ہو بیٹھا، وہ کیا بول رہی تھی، اسے اس کی سوچ پر ہنسی آ گئی، وہ تو کافی معصوم اور بے وقوف تھی، اسے خود پتا نہیں تھا کہ وہ کیا بول رہی ہے ورنہ یہ کہتے ہوئے اس کے چہرے پر اتنی معصومیت نہ ہوتی۔

"سودہ! کیا کیا سوچنے لگی ہو، پتا نہیں کس نے تمہارے دماغ میں الٹا سیدھا بھر دیا ہے"۔ خضر مسکرا کر الارم سیٹ کرنے لگا۔

"الٹا سیدھا نہیں...... ہانی باجی سے بات کر کے آ رہی ہوں، میں ہانی باجی کی طرح ہرگز حوصلے والی نہیں ہوں، میں آپ کو ہرگز ہرگز دوسری شادی کرنے کی اجازت نہیں دوں گی، میں اپنے شوہر کو بٹتا ہوا نہیں دیکھ سکتی، سن لیا آپ نے"۔ وہ دائیں ہاتھ کو اٹھا کر سختی سے وارن کرنے لگی، ہاتھ اٹھانے سے اس کی کلائی میں موجود سونے کے کنگن خضر کی توجہ کھینچنے لگے مگر اس نے بے اختیار نظریں ہٹا لیں۔

وہ کنگن تھے جو شادی کی رات خضر نے رونمائی میں دیے تھے، جو اس وقت سودہ نے دیکھنے کے بعد سائیڈ میں رکھ دیے تھے جس پر اسے بہت دکھ ہوا تھا، اب وہی اس کی کلائی میں اپنی بہار دکھا رہے تھے۔

"او کے یار! سن لیا اچھی طرح، اب سونے دو"۔ خضر کے سونے کے بعد وہ بھی کچھ سوچتے سوچتے سو گئی۔

..........☆..........

ہانی باجی ایک ہفتہ رہ کر پھر سے ایران چلی گئیں، ہانی باجی کے ساتھ سارا دن مصروف رہ کر ڈھیروں ڈھیر باتیں کر کے اس کے دن بہت خوبصورت گزر رہے تھے، ان کی کمپنی میں وہ بہت خوش تھی مگر انہیں جلدی جانا تھا اس لیے یہ خوشی صرف ایک ہفتے تک محدود رہی، دو دن بعد کالج کی چھٹیاں بھی اختتام کو پہنچیں، اس لیے فراغت بھرے دن ختم کر کے وہ کالج جانے لگی، ہر روز افراتفری میں تیار ہو کر وہ خضر کے ساتھ کالج جاتی جو کالج ڈراپ کرنے کے بعد آ کر خود تیار ہو کر نو ساڑھے نو بجے تک آفس چلا جاتا، ان کے درمیان تعلق دھوپ چھاؤں جیسا تھا۔ لڑ جھگڑ کر پھر سے دوستی کرنا، ہر بار منانے کا کام خضر کا ہی ہوتا، اس نے تو سنا تھا کہ بلوچ مرد کافی گرم دماغ ہوتے ہیں مگر خضر کو دیکھ کر وہ اپنے اس خیال کو بری طرح جھٹلاتی۔

وہ ریلنگ کے پاس کھڑی ہو کر نیچے دیکھ رہی تھی، تبھی خضر گاڑی سے نکلتا نظر آیا، اپنے سلکی بالوں میں ہاتھ پھیر کر اس نے گاڑی کو لاک کیا، خضر کو دیکھ کر وہ جلدی سے ریلنگ کے پاس سے ہٹ کر دروازے کے پاس آ کھڑی ہوئی۔

"وش آ گئے"۔ جیسے ہی خضر نے دروازہ کھولا وہ بے اختیار مسکرا کر بولی، خضر نے خوشگوار حیرت سے سودہ کو دیکھا، خوش آمدید کرنے کا یہ اسٹائل اسے مسکرانے پر مجبور کر گیا۔

"ارے واہ! یہ بلوچی کس نے سکھائی؟" خضر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ہانی باجی نے، اتنے عرصے میں آپ سے اتنا نہیں ہوا کہ مجھے بلوچی ہی سکھا دیں، بعد میں مجھے کتنی پرابلم ہو گی"۔ سودہ اس کے پیچھے بیڈ روم میں آتے ہوئے بولی تو وہ حیرت سے سودہ کی طرف دیکھنے لگا۔

"پرابلم کیوں ہو گی، میں اردو میں تم سے بات کرتا ہوں، بلوچی میں تو نہیں"۔ وہ نا سمجھی سے کہہ کر شوز اتارنے لگا۔

"میں آپ کی نہیں، منے کی وجہ سے کہہ رہی ہوں"۔ وہ بیڈ پر بیٹھتے ہوئے بولی، خضر نے حیرت اور سوالیہ انداز میں سودہ کی طرف دیکھا۔

"منا...... منا کون؟" وہ جلدی سے پوچھ بیٹھا۔

"ارے ہمارا منا اور کس کا منا...... بعد میں اس بات پر لڑائی ہو کہ وہ اردو بولے یا بلوچی' اس سے اچھا ہے کہ میں بھی بلوچی سیکھ لوں' آپ اس سے بلوچی میں بات کریں اور میں صرف آپ کی شکل دیکھوں' نہیں نہیں میں پہلے ہی سیکھ لوں گی' جب وہ اسکول جانے لگے گا تو ہم اردو میں بات کر لیا کریں گے"۔ سودہ کی معصومیت پر وہ بے اختیار ہنس پڑا' وہ واقعی بہت ہی چھوٹی اور معصوم تھی' وہ کپڑے اٹھا کر واش روم میں گھس گیا۔

"آپ میری باتوں کو مذاق سمجھ رہے ہیں' میں بالکل سیریس ہوں' میں بلوچی سیکھ لوں گی"۔ اس کے واش روم سے نکلتے ہی سودہ پھر سے شروع ہو گئی' اس نے اُمڈ آنے والی ہنسی کو روکا۔

"کیوں نہیں' میں خود اس سلسلے میں تمہاری مدد کروں گا"۔ وہ شرارت سے بول کر بیڈ پر نیم دراز ہو گیا۔

"نہیں نہیں مجھے آپ کی مدد کی ضرورت نہیں' میں کافی جملے سیکھ گئی ہوں' دیکھیں' ایک جملہ آپ کی تعریف میں "تاہو باز شررے (آپ بہت اچھے ہیں)"۔ وہ بلوچی اس طرح بول رہی تھی جیسے کوئی انگریز اردو بول رہا ہو' وہ مسکرانے لگا۔

"تچ میں سودہ! میں اچھا ہوں"۔ خضر محبت پاش نظروں سے سودہ کی آنکھوں میں دیکھنے لگا جن میں وہ خود کو ڈوبتا محسوس کر رہا تھا۔

"تم مجھے پاگل کر دو گی"۔ وہ بلوچی میں بولا تھا اس لیے سودہ جملے کا مفہوم نہ سمجھ سکی' مگر اس کی آنکھوں میں آنچ دیتے جذبے اس سے مخفی نہ رہ سکے۔

"ابھی آپ نے کیا کہا' مجھے اس کا مطلب بتائیں؟" وہ جھجک کر ذرا دور ہو کر بولی تو وہ بمشکل اپنی ہنسی روک پایا تھا۔

"اس کا مطلب میں تمہیں کسی اور دن سمجھاؤں گا"۔ خضر کی بات پر وہ سر ہلا کر بیڈ روم سے نکلی' اتنا بولنے والی صرف اس کی نظروں سے بلش ہو گئی تھی' وہ دل کھول کر مسکرانے لگا۔

..............☆..............

فون کی بیل پر وہ جو مختلف فائلوں میں الجھا ہوا تھا فوراً سیدھا ہو کر فون اٹھانے لگا' دوسری طرف ارسل تھا' وہ بے اختیار خوش ہو گیا۔

"کیسے ہو یار! اور کیسی ہے میری بہن؟" ارسل مسکراتے ہوئے پوچھنے لگا۔

"یار! میں تو ٹھیک ہوں مگر تمہاری بہن بالکل تم پر گئی ہے' پل میں تولہ پل میں ماشہ"۔ خضر ہنستے ہوئے بولا تو دوسری طرف ارسل کا زوردار قہقہہ پڑا۔

"یار! وہ تو ہے' سودہ تو ویسے مجھ سے بھی دو ہاتھ آگے ہے' تیری ہمت کی داد دیتا ہوں' ویسے یار تم دونوں مجھے ماموں کب بنا رہے ہو؟"

"یار! ابھی کہاں' سودہ بہت چھوٹی ہے اور پڑھ رہی ہے' چھوٹے بچے کو کیسے سنبھالے گی"۔ اس نے سنجیدگی سے کہا۔

"کیوں نہیں سنبھالے گی' اسے چھوٹے بچے کتنے اچھے لگتے ہیں' یہ نہیں بتایا اس نے' وہ تو محلے والوں کے بچے پکڑ پکڑ کر گھر لاتی تھی' کتنی بار تو میرے پیچھے پڑ گئی تھی کہ میں کسی صورت بھی شادی کر لوں تاکہ میرے بچے اس کی تنہائی دور کریں' وہ تو میں بال بال بچ جاتا"۔ ارسل ہنس پڑا۔

"ویسے یار تیرے ساتھ رہ کر کھانا بنانا وغیرہ سیکھ لیا اس نے یا نہیں؟"

"نہیں یار! چھوٹی ہے ابھی' خواہ مخواہ ہاتھ جلا بیٹھے گی"۔ وہ فکرمند لہجے میں بولا تو دوسری طرف ارسل ہنس پڑا۔

"یار خضر! تم بھی حد کرتے ہو' میں نے اپنی بہن کا خیال رکھنے کو کہا تھا مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ تم اسے ہاتھ کا چھالا ہی بنا کر رکھو' تم اس پر ذمہ داری نہیں ڈالو گے تو وہ آخر کب بڑی ہو گی' بڑی ہے وہ تمہاری' بچوں

کی طرح کیوں ٹریٹ کر رہے ہو اُسے"۔ ارسل نے اسے بُری طرح ڈانٹا۔

"یار! دل نہیں مانتا اس سے کام کروانے کو"۔ خضر نے اپنی مجبوری بتائی۔

"اُف خضر! تمہارے دل کی ایسی کی تیسی' اب میری باتوں پر غور کرنا اور......" ارسل اسے اچھی طرح سمجھا کر اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے لگا۔

..............☆..............

وہ خوش خوش سا گھر لوٹا تھا مگر سودہ کو غصے سے سامان پیک کرتے دیکھ کر وہ اپنی خوشی بھول کر پریشانی سے اس کی طرف بڑھا۔

"سودہ! یہ کیا کر رہی ہو؟" وہ سودہ کا کندھا پکڑ کر بولا۔

"چھوڑیں مجھے' میں اب یہاں نہیں رہوں گی' ارسل بھائی کے پاس چلی جاؤں گی' اگر انہوں نے مجھے نہیں رکھا تو میں زہر کھا کر مر جاؤں گی مگر کبھی آپ کے پاس واپس نہیں آؤں گی"۔ وہ روتے روتے تلخی سے بولنے لگی' خضر اپنی جگہ حیرت زدہ اس کے الفاظ اور رونے کا سبب ڈھونڈنے لگا' آج خلاف معمول ان میں کوئی جھڑپ بھی نہیں ہوئی تھی اور نہ ہی کل...... پھر سودہ اس طرح کیوں بول رہی تھی۔

"بات کیا ہے' کیا کیا ہے میں نے؟ کیوں اس طرح بول رہی ہو؟ اور پلیز رونا بند کرو"۔ خضر اس کے پاس بیٹھ کر بہلاتے ہوئے پوچھنے لگا۔

"میں اب آپ جیسے دوغلے انسان کے ساتھ نہیں رہوں گی جو بیوی کے ہوتے ہوئے غیر لڑکیوں کے ساتھ گھومتا ہو' دوسری شادی کرنا چاہتے ہیں ناں آپ؟ تو پہلے مجھے طلاق دیجیے"۔

"سودہ......!" طلاق لفظ سن کر بے اختیار اس کا ہاتھ اٹھا تھا مگر وہ کوشش کے باوجود سودہ کے پھول جیسے چہرے پر نہ مار سکا' بس بے بسی سے اسے پہلو میں گرا دیا۔

"کس نے کہا ہے تم سے کہ میں دوسری شادی کرنا چاہتا ہوں"۔ خضر اس کے دونوں ہاتھوں کو تھام کر محبت اور نرمی سے بولا۔

وہ جو خضر کے ہاتھ اٹھانے پر ساکت تھی پھر سے رونے لگ گئی تھی اور ہاتھ چھڑانے کی کوشش کرنے لگی' مگر خضر نے ان پر اپنی مضبوط گرفت جما رکھی تھی' اس لیے وہ ناکام ہو کر رونے لگی۔

"میں نے خود آپ کو آج ریسٹورنٹ میں ایک لڑکی کے ساتھ دیکھا تھا' آپ مجھے دھوکا نہیں دے سکتے' آج میں فائزہ کے گھر نہ جاتی تو آپ کا اصل روپ بھی نہ دیکھ پاتی"۔ اس کی بات پر خضر بے اختیار ہنسنے لگا' سودہ نے روتے ہوئے حیرت سے خضر کو ہنستے دیکھا اور شدت سے رو دی۔

"اُف...... سودہ! تم بھی ناں یار! آج میں ارسل کی وجہ سے ماہم سے ملنے گیا تھا' وہ تمہاری ہونے والی بھابی ہیں' ارسل نے تو مجھے آج مروا ہی دیا تھا' اس کی نیا پار کراتے کراتے میری ہی نیا ڈوبنے لگی"۔ خضر کی بات پر وہ رونا بھول کر حیرت اور بے یقینی سے دیکھنے لگی۔

"جھوٹ مت بولیں' آپ مجھے بے وقوف نہیں بنا سکتے"۔

"یار! بے وقوف بنانے کی کیا بات کرتی ہو' وہ تو تم آل ریڈی ہو' اگر تمہیں یقین نہیں ہو رہا تو میں تمہاری ارسل سے بات کروا دیتا ہوں' یا کچھ دن انتظار کرو وہ خود ہی آ رہا ہے' یہی بتانے گیا تھا میں ماہم کے پاس"۔

"کیا' ارسل بھائی آ رہے ہیں' سچ میں؟" وہ ساری بات چھوڑ کر اس پر چیخ پڑی' خضر نے اطمینان کا سانس لیا۔

"ہاں' آج آفس فون کیا تھا ارسل نے' سنڈے کو اس کی فلائٹ ہے"۔

"اوہ زبردست...... مگر بھائی نے میرے لیے بھابی

بھی ڈھونڈ لی اور مجھے کانوں کان خبر بھی نہ ہونے دی"۔ خوش ہونے کے بعد وہ روہانسی ہو گئی۔

"یار سودہ! اب اس طرح بُری بُری شکلیں تو مت بناؤ" ماہم بہت اچھی لڑکی ہے' ایم بی اے کے دوران ہی ارسل نے اسے پرپوز کیا تھا' اور اس کے پاپا کے کہنے پر ہی وہ اچھی سی جاب کے لیے امریکہ چلا گیا تھا' مگر اب وہ آ رہا ہے"۔ خضر نے اس کے ہاتھوں کو نرمی سے دباتے ہوئے کہا۔

"مگر میرا دل آپ سے پھر بھی صاف نہیں ہوا' مجھے یقین ہے آپ دوسری شادی ضرور کریں گے"۔ وہ روہانسی ہو کر پھر سے اپنا خدشہ زبان پر لے آئی۔

"اُف...... یہ تم سے کس اسٹوپڈ نے کہا ہے کہ بلوچ دو شادیاں ضرور کرتے ہیں' مجھے اس کا نام بتاؤ میں اس کا گلا دبا دوں گا"۔ خضر غصے سے چیخا' اس کے مصنوعی غصے کو سچ سمجھ کر سودہ ڈر سی گئی۔

"میں اپنی دوست کا گلا دبانے نہیں دوں گی' اس نے ناول اور ڈراموں میں جو دیکھا ہے مجھے بتایا ہے"۔ سودہ ڈرتے ہوئے بولی۔

"اس نے ایک بات تو بتائی نہیں تمہیں"۔ خضر گھمبیر لہجے میں اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولا۔

"کیا......؟" وہ خضر کی نظروں کی تاب نہ لا کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگی۔

"یہی کہ بلوچ مرد ساتھ میں بہت رومانٹک بھی ہوتے ہیں' ایک بار جس پر دل آ جائے پھر اسی کے ہو جاتے ہیں"۔ وہ خضر کی بات پر بلش سی ہو گئی اور ہاتھ چھڑانے لگی' وہ مسکرا کر اس کے چہرے کے رنگوں کو دیکھنے لگا۔

"نہیں...... غلط...... آپ مجھ سے بالکل بھی پیار نہیں کرتے' مجھے اس دن کیسے اپنے دوست کی پارٹی میں لے کر نہیں گئے' مجھے لوگوں سے ملوا کر شرمندگی ہوتی ہے ناں آپ کو"۔ وہ دور کھسکتے ہوئے شکوہ کرنے لگی۔

"وہ یار! پارٹی میں اس لیے تمہیں لے کر نہیں گیا کیونکہ تم بہت چھوٹی ہو اور وہاں کو لیگز کی وائف ایک دوسرے سے آنے والی خوشخبری کے بارے میں پوچھتی رہتی ہیں اور میں تمہیں اس لیے لے جانا نہیں چاہتا تھا مگر مجھے کیا پتا کہ تم خود اس بارے میں سوچ رہی ہو"۔ وہ آخر میں شریر ہوا' مگر وہ نا سمجھی سے خضر کی بات سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی' اس کو اُلجھن میں دیکھ کر خضر ہنس پڑا۔

"تم پریشان مت ہو' میرے ساتھ رہ کر تم سب سمجھ جاؤ گی"۔ خضر ذو معنی لہجے میں بولا۔

"آج تمہارے بھائی سے میں نے تمہاری خوب شکایتیں لگائی ہیں' اب اس لڑکی کو سدھارنے کا عزم کر لیا ہے"۔ خضر مسکراتے ہوئے بولا۔

"میں کوئی بگڑی نہیں ہوں' مجھ جیسی بیوی اگر آپ چراغ لے کر بھی ڈھونڈنے نکلیں گے تو نہیں ملے گی"۔ خضر کی بات پر وہ بُرا مان کر روٹھے لہجے سے بولی۔

"میں چراغ لے کر کیوں ڈھونڈنے نکلوں' میرے پاس آل ریڈی اتنی خوبصورت پیاری اور بے وقوف سی بیوی ہے"۔ خضر کے لہجے کی گھمبیرتا کو محسوس کر کے وہ دھڑکتے دل کے ساتھ بھاگنے لگی مگر خضر نے جلدی سے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"اُم سودہ! میر خضر حیدر تم سے بہت پیار کرتا ہے"۔ خضر نے جھک کر سرگوشی کی' وہ خوشی کے مارے گنگ سی ہو گئی تھی۔

"کیا...... آپ سچ میں مجھ سے پیار کرتے ہیں"۔ وہ آبدیدہ سی ہو کر بے اختیار خضر کے کندھے پر اپنا سر رکھ گئی تھی۔

"میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں اُم سودہ! بہت زیادہ......" خضر نے محبت سے اس کے گرد اپنا حصار باندھ دیا۔

☆☆☆☆☆